۲۲ / جنوری ۱۹۰۴ء

مسجد اقصیٰ قادیان

خطبہ جمعہ

اَشْهَدُ اَن لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ اَمَّا بَعْدُ۔

اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ (البقرہ:۱۶۴)

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یہ ایک چھوٹا سا فقرہ ہے جسے ہر ایک طبقہ کے مسلمان خواہ مرد ہوں خواہ عورت' بچہ ہو یا بوڑھا' بد اطوار ہو یا نیک اطوار' اعلیٰ ہو یا ادنیٰ' غرض کہ سب جانتے ہیں اور میں نے دیکھا ہے کہ دو برس اور ڈیڑھ برس کا بچہ بھی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ جانتا ہے۔ اگر کسی سے سوال ہو کہ میاں تم مسلمان ہو؟ تو وہ جھٹ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھ کر اپنے مسلمان ہونے کا ثبوت دے دیتا ہے۔ اب غور کرو اور سوچو کہ اس اقرار اور اس کے تکرار کرنے میں کیا سر ہے؟ کیا یہ ایک چھوٹی سی بات ہے جو کہ اہل اسلام کو بتلائی گئی تھی۔

نہیں' ہرگز نہیں۔ اس چھوٹے سے فقرے میں دو باتیں ہیں۔ اول حصہ میں تو انکار اور دوسرے میں اقرار ہے۔ اور ان چند ایک چھوٹے حرفوں میں اس قدر قوت اور زور ہے کہ اگر ایک شخص سو برس تک کافر رہے اور کفر کے کام بھی کرتا رہے لیکن اگر وہ اپنے آخر وقت میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ دے تو وہ

کافروں سے الگ اور مسلمانوں میں شمار ہونے لگ جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفتیں اور جنگیں اور بڑی بڑی خونریزیاں اور جانفشانیاں انہی دو حرفوں پر تھیں۔ انہی حرفوں کے ذریعہ سے اجنبی لوگ دور دور سے آکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے بن جایا کرتے تھے۔ کیا تمہارے خیال میں یہ کوئی منتر جنتر ہے؟ نہیں۔ یہ کوئی منتر جنتر نہیں ہے کہ بے معنے منہ سے کہہ دینے سے کوئی شعبدہ نظر آجاتا ہے۔ جب یہ بات ہے تو کیا ہر ایک مسلمان کا فرض نہیں ہے کہ وہ کم از کم غور تو کرلے کہ یہ ہے کیا؟ کہ جس کے ذریعے سے سو برس کا شریر النفس دشمن معتبر دوست بن جاتا ہے اور سو برس کا دوست اس کے انکار سے دشمن بن جاتا ہے۔

پیدائش کے بعد کچھ خواہشیں ہوتی ہیں جو کہ انسان کو لگی ہوئی ہوتی ہیں۔ بھوک چاہتی ہے کہ غذا ملے اور شکم سیری ہو۔ پیاس چاہتی ہے کہ ٹھنڈا پانی ملے۔ آنکھ چاہتی ہے کہ کوئی خوش منظر شے سامنے موجود ہو۔ کان چاہتے ہیں کہ سریلی اور میٹھی آواز ان میں پہنچے۔ اسی طرح ہر ایک قوت الگ الگ اپنا تقاضا وقتاً فوقتاً کرتی ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ انسان بعض وقت ایسے کام بھی کرتا ہے جن کو اس کا جی نہیں پسند کرتا۔ بعض تو ان میں سے ایسے ہیں کہ قوم' اپنے بیگانے' برادری اور اہل محلہ اور شہر والوں کی مجبوری سے کرتا ہے اور بعض کام حاکموں کے ڈر سے کرنے پڑتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان میں کسی نہ کسی کی بات کے ماننے کا بھی مادہ موجود ہوتا ہے۔ انسان تو درکنار حیوانوں میں بھی ہم ایک اطاعت کا مادہ پاتے ہیں۔ بندروں کو دیکھو کہ کس طرح سے ایک شخص کی بات مانتے چلے جاتے ہیں اور اسی طرح سے سرکس میں کتے' گھوڑے' شیر' ہاتھی وغیرہ بھی اپنے مالک کا کہا مانتے ہیں۔ پس انسان کو حیوانوں سے متمیز ہونے کے لئے ان سے کہیں بڑھ چڑھ کر اپنے آقا اور مولا کی اطاعت کرنی چاہئے۔

اللہ تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چھوٹے سے کلمہ میں اول تو ہر ایک کو اپنے بیگانے یار' دوست' خویش' ہمسائے اور نفس و خواہش کی فرماں برداری سے منع فرمایا ہے اور اس کلمہ کا اول حصہ لَآ اِلٰهَ ہے۔ لیکن اگر کسی کا بھی کہا نہ مانا جاوے تو زندگی محال ہوتی ہے۔ انسان نہ کہیں اٹھ سکتا ہے' نہ بیٹھ سکتا ہے۔ نہ کسی سے مل جل سکتا ہے' نہ صلاح مشورہ لے سکتا ہے۔ نہ کوئی کسب وغیرہ کر سکتا ہے اور اپنی ضروریات مثل بھوک' پیاس' لباس اور معاشرت وغیرہ سب سے اسے محروم رہنا پڑتا ہے۔ اس لئے آگے اِلَّا اللّٰهُ کہہ کر ان سب باتوں کا گر بتلا دیا ہے کہ تم سب کچھ کرو لیکن اللہ کے فرماں بردار بن کر کرو۔ پھر دیکھو کہ دنیا تمہاری بنتی ہے کہ نہیں۔ کھانا کھاؤ۔ کیوں؟ صرف اس لئے کہ خدا کا حکم کُلُوْا ہے۔ پانی پیو۔ کیوں؟ صرف اسی لئے کہ اِشْرَبُوْا خدا کا حکم ہے۔ اپنی بیبیوں سے

معاشرت کرو۔ کیوں؟ صرف اس لئے کہ عَاشِرُوْهُنَّ کا حکم ہے۔ غرضیکہ اسی طرح سے اپنے بیگانے' ماں باپ اور حکام وقت کی اطاعت وغیرہ سب کاموں کو خدا کے حکم اور اطاعت کے موافق بجالاؤ۔ یہ معنے ہیں اِلَّا اللّٰهُ کے کہ میں حالت عسر اور یسر میں صرف خدا کا فرماں بردار ہوں۔

اب انسان کو غور کرنا چاہئے کہ صبح سے لے کر شام تک اور شام سے لے کر صبح تک جس قدر حرکت و سکون وہ کرتا ہے اگر وہ خدا کے حکم سے اور فرمان کے بموجب کرتا ہے تو وہ اس کلمہ میں سچا ہے ورنہ وہ اسے کہنے کا کیونکر مستحق ہے۔

میں یہاں کس لئے آیا ہوں۔ دیکھو بھیرہ میں میرا مکان پختہ ہے اور یہاں میں نے کچے مکان بنوا لئے اور ہر طرح کی آسائش مجھے یہاں سے زیادہ وہاں مل سکتی تھی۔ مگر میں نے دیکھا کہ میں بیمار ہوں اور بہت بیمار ہوں۔ محتاج ہوں اور بہت محتاج ہوں۔ لاچار ہوں اور بہت ہی لاچار ہوں۔ پس میں اپنے ان دکھوں کے دور ہونے کے لئے یہاں ہوں۔ اگر کوئی شخص قادیان اس لئے آتا ہے کہ وہ میرا نمونہ دیکھے یا یہاں آکر یا کچھ عرصہ رہ کر یہاں کے لوگوں کی شکایتیں کرے تو یہ اس کی غلطی ہے اور اس کی نظر دھوکا کھاتی ہے کہ وہ بیماروں کو تندرست خیال کر کے ان کا امتحان لیتا ہے۔ یہاں کی دوستی اور تعلقات' یہاں کا آنا اور یہاں سے جانا اور یہاں کی بود و باش' سب کچھ لا الہ الا اللہ کے ماتحت ہونی چاہئے' ورنہ اگر روٹیوں اور چارپائیوں وغیرہ کے لئے آتے ہو تو بابا! تم میں سے اکثروں کے گھر میں یہاں سے اچھی روٹیاں وغیرہ موجود ہیں پھر یہاں آنے کی ضرورت کیا؟ تم اس اقرار کے قائل ٹھیک ٹھیک اسی وقت ہو سکتے ہو جب تمہارے سب کام خدا کے لئے ہوں۔ اگر کوئی تمہارا دشمن ہے تو اس سے خوف مت کرو۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا (مریم:۹۷) کہ ایمان داروں اور نیک عمل کرنے والوں کے لئے ہم خود دوست مہیا کر دیں گے۔ بڑی ضروری بات یہ ہے کہ تمہارا ایمان لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پر کامل ہو۔

مطالعہ کرو کہ ایک چھوٹے سے کلمے کی اطاعت کی جو ایک انگلی کے ناخن پر کھلا لکھا جا سکتا ہے کس قدر تاکید ہے۔ اس لئے اپنے ہر ایک کام اور عزت اور آبرو کے معاملہ میں اور سکھ اور دکھ میں جناب الٰہی سے صلح کرو۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایک وقت ایسا آتا ہے کہ سوائے خدا کے سایہ کے اور کوئی سایہ نہ ہو گا۔ یہ واقعہ دنیا میں بھی پیش آتا ہے۔ بیٹھے بٹھائے انسان کے پیٹ میں سخت درد شروع ہو جاتی ہے اور انسان ماہی بے آب کی طرح لوٹنے لگ جاتا ہے۔ بیوی سے بڑھ کر غمگساری اور ماں سے بڑھ کر محبت میں اور کوئی نہیں ہوتا۔ لیکن دونوں میں سے ایک بھی اس کے دکھ کو دور نہیں کر سکتی جب

تک خدا کا فضل نہ ہو۔ پس لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا مطالعہ کرو، اس پر کاربند ہو اور خدا کے سوا کسی اور کے فرمانبردار نہ بنو۔ اسی سے تم کو عزت آبرو اور دوست وغیرہ سب حاصل ہوں گے۔ تجربہ اور فہم کے لحاظ سے ہم جانتے ہیں کہ اس وقت خدا کا منشا ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا راج ہو۔ پس تم اس دعویٰ میں سچے بن کر دکھلاؤ۔

(بدر جلد ۳ نمبر۵--- یکم فروری ۱۹۰۴ء صفحہ ۴، ۵)

☆---☆---☆---☆